62

# حضرت مسیح موعودؑ کی کُتب پڑھو

(فرمودہ ۱۵ رجون ۱۹۱۷ء)

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ اور سورۃ والنّاس کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ ایک امر جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ ہمیشہ زور دیتے تھے میں دیکھتا ہوں کہ اس کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہاں کی اور باہر کی جماعتیں اس پر پوری پوری توجہ کریں میری طبیعت کئی دن سے خراب ہے۔ نزلہ سینہ پر گرتا ہے جس سے بخار اور سردرد بھی ہو گیا ہے اور کھانسی بھی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو میرا ارادہ ہے کہ اس مضمون کو کئی حصّوں میں تقسیم کر کے آئندہ مفصّل بیان کروں۔ لیکن اس وقت میں جماعت کو ادھر متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ اور مختصراً اس بات کو بیان کر دیتا ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے آنے کی غرض یہ ہے کہ وہ نور اور ہدایت جو لوگوں کو خداوند کریم کی طرف سے دیا گیا تھا اور جس سے وہ ناواقف ہونے کی وجہ سے دشمنوں کا شکار ہو جاتے تھے۔ دوبارہ دیا جائے اسلام کو جو ضعف پہنچا ہے وہ نہ صرف اس لئے کہ مسلمانوں میں علم کی کمی ہے بلکہ اس لئے بھی کہ ان میں روحانیت کی بھی جو اسلام کی جان ہے کمی ہو گئی ہے۔ پس جب مسلمانوں میں نہ اسلام کی حقیقت کے سمجھنے کا علم ہے نہ روحانیت تو اگر وہ غیروں کا شکار ہوں یا دوسروں کی طرف جھکنے لگیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ میرے آنے

کی غرض یہ ہے کہ ان صداقتوں کی طرف لوگوں کو متوجّہ کروں ۔ جو اسلام میں پائی جاتی ہیں ۔ اسی لئے آپ بار بار اپنی کتب کے پڑھنے اور کثرت کے ساتھ قادیان آنے پر زور دیا کرتے تھے ۔ مگر بہت سے لوگ ہیں جو کتب نہیں پڑھ سکتے ۔ ان کے لئے قادیان آنا اس لئے بہت زیادہ مفید ہے کہ یہاں پر زبانی طور پر انکو کامل علم ہو جائے ۔ لیکن جو لوگ کتب پڑھ سکتے ہیں وہ کتابوں کو بھی پڑھیں ۔ اور قادیان بھی آئیں ۔ کیونکہ اکثر مضامین تحریر میں اختصار کے ساتھ لکھے جاتے ہیں لیکن زبانی طور پر تفصیل سے بیان ہوتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ نے جس قدر حضرت مسیح موعود پر افضال و انعام اور معارف اور حقائق کھولے ہیں ۔ اور جو صداقتیں اسلام میں پائی جاتی ہیں ۔ وہ آپکی کتب میں موجود ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس وقت اسلام کی حفاظت کا یہی انتظام فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا ۔ اور آپ پر اپنے انعامات کے دروازے کھول دئے ۔ پس بغیر ان کتب کو بار بار پڑھے اور قادیان میں کثرت سے آنے کے ایمان کامل نہیں ہو سکتا ۔ جو لوگ سلسلہ کی کتب کو نہیں پڑھتے وہ یاد رکھیں کہ محض سلسلہ میں داخل ہو جانا کوئی بات نہیں ۔ جب تک کہ سلسلہ سے کما حقہٗ واقفیت نہ پیدا ہو ۔ مثلاً کوئی شخص کسی ایسے اعلیٰ درجہ کے مکان میں داخل ہو جس کی کوئی نظیر نہ ہو ۔ مگر داخل ہوتے ہی آنکھیں بند کر لے تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ اس مکان کی خوبصورتی کو نہ تو دیکھ سکتا ہے ۔ اور نہ اس سے کچھ لطف اٹھا سکتا ہے ۔ یا اسی طرح کوئی نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا لیمپ ہو اسکی روشنی سے ایک ایسا شخص تو فائدہ اٹھا سکے گا جو اس سے بہت فاصلہ پر ہو ۔ مگر وہ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا جو قریب بیٹھا ہو اگر اپنی آنکھیں بند کر لے ۔ ایسا انسان تو خواہ اپنا منہ لیمپ کے اندر بھی لے جائے تو بھی اس کی روشنی سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتا ۔ یہی حال ہے ایسے انسان کا جو سلسلہ میں تو داخل ہو مگر اپنی آنکھوں سے کام نہ لے ۔ اور ان معارف اور حقائق کو نہ دیکھے جو خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ میں رکھے ہیں کیونکہ اسوقت تک کسی خدائی سلسلہ میں داخل ہونا یا

امام اور خلیفہ کی بیعت کرنا کوئی بات نہیں۔ جب تک کہ آنکھوں کو کھول کر ان صداقتوں سے فائدہ نہ اٹھایا جائے جو اس سلسلہ کے امتیازات ہوں۔اور ان باتوں سے واقف نہ ہو جائیں جو اسمیں موجود ہوں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اپنے مخالفین سے نہ ملو۔ میرے نزدیک یہ غلط ہے۔ ان کو سمجھانے اور حق پہنچانے کے واسطے تو ملو۔ لیکن اس غرض سے نہ ملو۔کہ تم ان سے کسی قسم کا کوئی فائدہ حاصل کرنے کی توقع یا امید رکھو۔جو لوگ یہ طاقت رکھتے ہوں کہ ان کو سمجھا سکیں اور ان کے اعتراضات کا جواب دے سکیں۔ وہ ضرور ملیں۔ کیونکہ ان کا فرض ہے کہ انہیں حق پہنچائیں۔ ایسے لوگوں کا اپنے مخالفین سے نہ ملنا اپنے ایمان کی حفاظت کرنا نہیں ہے اور نہ اس طرح ایمان کی حفاظت ہو سکتی ہے۔ بلکہ ایمان کی حفاظت اپنے مذہب سے پورا واقف ہونے اور اپنے دعاوی کے ثبوت میں دلائل رکھنے سے ہوتی ہے۔ دیکھو اگر ہم غیر احمدیوں اور غیر مبائعین سے ملنا چھوڑ دیں۔ تو ان لوگوں کو حق کس طرح معلوم ہو اور ہماری جماعت کس طرح ترقی کرے۔لیکن ملنا اس وقت مفید ہو سکتا ہے جبکہ ملنے کی طاقت بھی ہو۔ ورنہ وہ شخص جو چارپائی سے بھی نہ اُٹھ سکتا ہو۔ وہ کسی زور آور کا کیا مقابلہ کر سکے گا۔ یا وہ شخص جس کا جسم زخموں سے چھلنی ہو۔ وہ میدان میں نکل کر کیا بہادری دکھلائے گا۔ ایسے آدمی کا تو میدان میں جانا دشمن کو نقصان پہنچانے کی بجائے اپنی جان کو نقصان پہنچانا ہے پس دشمن سے مقابلہ کرنے سے پہلے اپنے اندر طاقت اور قوت پیدا پیدا کرنی چاہیئے۔ اور پھر مقابلہ کے لئے نکلنا چاہیئے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو اپنے مخالفین سے مقابلہ کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنی چاہئیں۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اور اور کتب جو یہاں سے کسی کے مقابلہ میں لکھی جاتی ہیں۔ان کو پڑھیں۔ اور نہ صرف پڑھیں بلکہ ان کو غور سے پڑھ کر انکے حقائق کو ازبر کریں۔ پھر میدان میں نکلیں اور غیروں کو سمجھانے کی کوشش کریں۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ اپنی کتب کو پڑھا ہی نہ جائے۔ ان کے

حقائق اور معارف سے واقفیت ہی نہ ہو اور اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے غیروں سے مقابلہ کرنے کے لئے ہی نہ نکلیں۔ ایسے لوگوں کو فوراً اپنے اس نقص کو دور کرنا چاہیئے اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو پڑھنا اور ان سے واقف ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ پہلے وہ خود اپنے مذہب کو سمجھے اور اس کی سچائی کے دلائل معلوم کرے۔ پھر کسی دوسرے کے سامنے رکھے۔ اور یہی وہ طریق ہے جو صداقت کے پھیلانے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اگر تمام لوگ اس کو عمل میں لاتے۔ تو کبھی یہ اختلاف جو تمام مذاہب میں پایا جاتا ہے، نہ پیدا ہوتا۔ لیکن افسوس کہ اکثر ایسا نہیں کرتے۔ اگر کوئی شخص اپنے طور پر نہ سمجھ سکے تو اس کا فرض ہے کہ دوسروں سے جو دین سے واقف ہیں دریافت کرے نہ یہ کہ سمجھنے کی کوشش ہی نہ کرے۔ پس تم لوگ خود سمجھو۔ اور دوسروں سے دریافت کرو اور پھر غیروں کو سمجھاؤ۔

پس دین سے پوری پوری واقفیت خوب توجہ سے اور نہایت جلد پیدا کرو۔ اور سب کے سب دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہو جب تک اس طرح نہ ہو گا۔ تمام جہان پر صداقت نہ پھیل سکے گی۔ لیکن اگر کسی سے نہیں ملوگے۔ اور اس کے سامنے حق نہ رکھوگے تو بتلاؤ کہ ہماری جماعت کس طرح بڑھے گی۔ کیا اگر ہمیں یہی خوف دامن گیر رہے کہ کہیں سکھ نہ مقابلہ پر آجائیں۔ آریوں سے مقابلہ نہ ہو جائے۔ غیر احمدی یا عیسائیوں وغیرہ سے مقابلہ نہ ہو جائے تو کیا اس طریق سے اسلام کی صداقت دنیا میں پھیل سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اسکا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تمہاری ترقی بند ہو جائے گی۔ اور جب ترقی بند ہوئی۔ تو گویا جماعت کا خاتمہ ہوگیا۔ کیونکہ ترقی کے رکنے کا لازمی نتیجہ یہی ہوتا ہے۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ بعض لوگوں میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے۔

ہمارے مخالفین کا کام اسلام کے متعلق لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا کرنا اور وسوسے ڈالنا ہے اور کسی بات کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنا یا اسمیں نقص نکالنا کوئی بڑا کام نہیں۔ مثلاً ہر ایک شخص روٹی کو دیکھ کر یہ تو کہہ دے گا۔ کچی ہے یا ٹیڑھی ہے یا جلی ہوئی ہے۔ مگر یہ

نہیں کر سکے گا کہ خود بھی روٹی پکا کر دکھا دے پس وسوسہ ڈالنا کوئی مشکل نہیں ہاں اسکے مقابلے میں کچھ کر کے دکھانا ایک کام ہے۔

خدا تعالیٰ نے سورۃ النّاس میں تین صفاتِ الٰہیہ سے پناہ منگائی ہے اور اس طرح یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وسوسہ کے دُور کرنے میں کون سی صفات کام کرتی ہیں۔ پس پہلے ان صفات کو اپنے اندر جلوہ گر کرو اور پھر وساوس اور شکوک کے دُور کرنے کیلئے نکلو۔ پہلے ربوبیت ہو۔ یعنی انسان آہستہ آہستہ ترقی کرتا اور بڑھتا جائے۔ جس طرح ربّ کے معنے ہیں بتدریج ترقی دینے والا۔ اسی طرح جب انسان صفتِ ربوبیت کو اپنے اندر پیدا کر لے گا تو یہ بھی اپنے علم کو آہستہ آہستہ ترقی دیتا جائے گا۔ پھر ربوبیت سے بڑھ کر ملکیت ہے۔ جسطرح بادشاہ فیصلہ کرتا ہے اسی طرح تم بھی خدا کی صفتِ ملکیت کے فیضان کو اپنے اوپر جاری کرو اور فیصلہ کرنے کی قوت اپنے اندر پیدا کرو۔ اس کے بعد صفتِ الوہیت کی چادر کو اپنے اوپر لے لو۔ جب یہ حالت ہو جائے گی تو پھر کوئی مخالف طاقت اثر نہ کر سکے گی۔ بلکہ فرمانبرداری کرنے پر مجبور ہو گی۔

عیسائیوں نے اس حقیقت کو نہ سمجھنے کے سبب سے حضرت مسیحؑ کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ دیا حالانکہ اس وجہ سے اگر یہ درجہ کسی انسان کو دیا جا سکتا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے۔ کیونکہ آپؐ پر شیطان کا کوئی اثر نہ ہو سکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا: میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے[1]۔ پس یہ تیسرا کمال کا درجہ ہے اور یہاں شیطان کا کوئی داؤ کام نہیں کر سکتا اور وہ کوئی وسوسہ نہیں ڈال سکتا بلکہ خود اسکو ایسے انسان کی فرمانبرداری کرنی پڑتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا نہیں تھے مگر آپؐ نے صفتِ الوہیت کو اپنے اندر اس قدر لیا کہ خدا تعالیٰ نے بھی کہہ دیا۔ قُلْ يَا عِبَادِيَ (الزمر: ۵۳) کہو اے میرے بندو! یا اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ

---

[1] صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین واحکامھم باب تحریش الشّیطان وان مع کل انسانٍ قرینًا

(آل عمران : ۳۲) اگر خدا سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسقدر اس صفت میں رنگین ہوئے کہ آپ کے متعلق یہ الفاظ کہہ دیئے گئے۔ یہ اسی لئے تھا کہ آپ نے الوہیت کی چادر کو اپنے اوپر لے لیا۔

غرض وسواس سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ ذرائع بتائے ہیں۔ اوّل علم حاصل کرنا۔ دوسرے فیصلہ کی طاقت پیدا کرنا۔ جب یہ دونوں باتیں پیدا ہو جائیں تو پھر الوہیت کا پَرتو پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت وسواس اثر نہیں ڈال سکتے۔

پس خوب یاد رکھو کہ مقابلہ کے لئے سامنے نکلے بغیر کبھی کامیابی نہیں ہوا کرتی۔ جو لوگ مقابلہ سے جی چراتے ہیں وہی شکست کھاتے ہیں۔ اور ایک دفعہ مقابلہ سے خوف کھانے سے آئندہ حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ رویاء دیکھی کہ مولوی عبداللہ صاحب امرتسری (غزنوی) ایک چارپائی پر بیٹھے ہیں۔ آپ بھی اسی پر بیٹھ گئے۔ مولوی صاحب ذرا آگے سرک گئے۔ حضرت صاحب اور آگے ہو گئے۔ اسی طرح ہوتے ہوتے آخر مولوی صاحب نیچے ہو بیٹھے اور حضرت صاحب کے لئے چارپائی خالی چھوڑ دی[1] تو جو مرکز کو چھوڑ دے گا۔ اور پیچھے ہٹے گا۔ ضرور ہے کہ وہ شکست کھائے۔ یہ بڑی کمزوری کی علامت ہے اگر کہا جائے کہ دشمن سے نہ ملو۔ اگر تم کو سلسلہ سے پورے طور پر آگاہی ہو گی۔ اور تم اسلام سے اچھی طرح واقف ہو گے۔ پھر دشمن میں کہاں طاقت ہے کہ تمہارے دل پر شکوک ڈال سکے۔ اور اسلام تو کہتا ہے۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ اے مسلمانو! تمہاری غرض یہی ہے کہ تم میدان میں نکلو۔

پس جن لوگوں نے اب تک اس طرف توجہ نہیں کی۔ انکا فرض ہے کہ وہ دین سے واقفیت پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق ہمارے شاملِ حال کرے اور ہمیں ان علوم اور انوار کا وارث کرے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس نے اپنے فضل سے عطا فرمائے ہیں تاکہ دنیا میں ہدایت اور نور پھیلے۔ آمین ثم آمین۔ (الفضل ۱۹ر جون ۱۹۱۷ء)

---

[1] تذکرہ صفحہ ۲۹